۱۹؍ دسمبر ۱۹۱۳ء

خطبہ جمعہ

تشہد و تعوذ کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ نے مندرجہ ذیل آیت کی تلاوت فرمائی۔

وَ لَمَّا جَآءَ ھُمْ کِتَابٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰہِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَھُمْ وَ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ یَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَی الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فَلَمَّا جَآءَ ھُمْ مَّا عَرَفُوْا کَفَرُوْا بِہٖ فَلَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الْکَافِرِیْنَ (البقرۃ:۹۰)

اور پھر فرمایا:۔

انسان میں ایک مرض ہے جس میں یہ ہمیشہ اللہ کا باغی بن جاتا ہے اور اللہ کے رسول اور نبیوں اور اس کے اولوالعزموں اور ولیوں اور صدیقوں کو جھٹلاتا ہے۔ وہ مرض عادت، رسم و رواج اور دم نقد ضرورت یا کوئی خیالی ضرورت ہے۔ یہ چار چیزیں۔ میں نے دیکھا ہے چاہے کتنی نصیحتیں کرو جب وہ اپنی عادت کے خلاف کوئی بات دیکھے گا یا رسم کے خلاف یا ضرورت کے خلاف، تو اس سے بچنے کے لئے کوئی نہ کوئی عذر تلاش کرے گا۔

میں نے کئی آدمیوں کو دیکھا ہے۔ ان کو کسی برائی یا بدعادت سے منع کیا جاوے تو وہ جواب دیتے ہیں کہ ہم کتنی نیکیاں کرتے رہتے ہیں۔ یہ بدعادت ہوئی تو کیا۔ معلوم ہوتا ہے وہ بدی ان کو بدی نہیں معلوم ہوتی۔

انبیاء اور خلفاء اور اولیاء اور ماموروں کی مخالفت کی یہی وجہ ہے۔ یہ قرآن کریم آیا اور اس نے ان کی کتابوں کی تصدیق کی اور وہی پہلے لوگوں سے بیان کیا کرتے تھے۔ مگر جب قرآن شریف آیا کَفَرُوْا بِہٖ انہوں نے اس کا انکار کر دیا۔ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ تو اللہ سے وہ بعید ہو گئے۔ ایک آدمی جب جھوٹ بولنے لگتا ہے تو پہلے تو مخاطب کو کہتا ہے کہ میری بات کو جھوٹا نہ سمجھنا۔ میں تمہیں سچ سچ بتاتا ہوں۔ میں تو جھوٹے کو لعنتی سمجھتا ہوں۔ مگر ہوتا در اصل وہ خود ہی جھوٹا ہے۔ بِئْسَمَا اشْتَرَوْا بِہٖٓ اَنْفُسَھُمْ (البقرة:۹۱) یہ بہت بری بات ہے۔ وہ اللہ کا انکار کرتے ہیں صرف بغاوت کی وجہ سے۔

داوٴدؑ و سلیمانؑ کا انکار کیا اور ان کی مخالفت کی اس وجہ سے ان پر لعنت پڑی اور وہ تتر بتر ہو گئے۔ ہسپانیہ میں اللہ کی مخالفت ہوئی۔ ان پر عذاب الٰہی نازل ہوا۔ مسلمانوں کو وہاں سے نکال دیا گیا۔ صرف عمدہ عمدہ کتابیں لے جانے کی اجازت دی گئی۔ مگر ان کتابوں کے تینوں جہاز جو انہوں نے بھرے تھے بمع آدمیوں کے غرق کر دیئے گئے۔ بغداد میں احکام الٰہی کا مقابلہ کیا گیا تو ان کا نام و نشان اٹھا دیا۔ لَھُمْ دَارُ السَّلٰمِ عِنْدَ رَبِّھِمْ (الانعام:۱۲۸) کے تفاول پر اس کا نام دار السلام رکھا گیا تھا۔

یہودیوں نے مسیح کی مخالفت کی۔ ان کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا گیا اور ان پر غضب پر غضب نازل ہوا۔ ان کی کتاب میں لکھا تھا کہ اگر تم آخری نبی کو مان لوگے تو تم کو اجر ملے گا اور تم کو نجات دی جاوے گی۔ مگر انھوں نے نہ مانا اس لئے ان کو عذاب مہین ہو گا۔

وَ اِذَا قِيْلَ لَھُمْ اٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ (البقرة:۹۲) اور جب ان کو کہا جاوے کہ اس کتاب کو مانو جس کو اللہ نے اتارا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ ہم اس کو مانتے ہیں جو ہمارے اوپر اتاری گئی۔ حالانکہ وہ بھی ایک حق ہے۔

فرمایا اگر تم اس کو ماننے والے ہوتے تو تم نبیوں کا مقابلہ کیوں کرتے؟ وہ اگر کہیں کہ ہم ان کو نبی نہیں سمجھتے تو فرمایا کہ موسیٰؑ بھی توحید لائے تھے۔ تم نے ان کا کیوں انکار کیا اور ان کے پیچھے بچھڑا بنا لیا۔ اور اگر وہ کہیں کہ موسیٰؑ چلے گئے تھے، ہمیں غلطی لگ گئی تو فرمایا وَ اِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ وَ رَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ (البقرة:۹۴) کہ ہم نے تم سے پکا عہد لیا تھا جس کو تم نے توڑ دیا۔ اچھا اگر تم عاقبت کو اپنے لئے سمجھتے ہو تو لڑائی میں اس کا پتہ لگ سکتا ہے۔ آؤ لڑائی کر کے دیکھ لو۔

یہ لڑائی کو کبھی پسند نہیں کریں گے کیونکہ یہ اپنی کرتوتیں جانتے ہیں اور یہ بہت لمبی لمبی عمریں چاہتے ہیں اور یہ چاہتے ہیں کہ ان کو ہزار ہزار سال کی عمریں دی جاویں۔

کشمیر میں میں نے دیکھا ہے کہ دعا دیتے وقت "یک صد و بست سال زی" کہتے ہیں اور ایرانی "ہزار سال بزی"۔ اور پنجابیوں نے تو حد ہی کر دی۔ یہ کہتے ہیں "رب کرے توں لکھ سو ورہیاں جیوندا رہیں"۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے عمریں کس کام کی ہیں۔ لمبی عمر ہو جانے سے انسان دوزخ سے نہیں بچ سکتا۔ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ (البقرۃ:۹۷) اللہ تو تمہارے اعمال کا واقف ہے۔ ان رسموں، عادتوں اور ان دم نقد ضرورتوں اور خیالی ضرورتوں کو اللہ کے نام پر قربان کر دو۔ یہ کیا چیز ہیں؟ شہوت والا کیا کر سکتا ہے؟ ہم نے طب میں دیکھا ہے۔ طب والوں نے اس کے لئے اوسط پچیس منٹ رکھی ہے۔ صرف پچیس منٹ کی خاطر خدا کو ناراض کر دینا!

بد معاملگیاں ترک کر دو۔ وقت کو ضائع نہ کرو۔ اللہ تم پر رحم کرے۔

(الفضل جلد ا نمبر ۲۸-- ۲۴؍ دسمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۱۵)

☆-☆-☆-☆